باسمہ

مصالح عقد عائشہ رض

و

اسباب قرابت خلفاء ثلثہ رض

از

سید علی رضوی گوپالپور

ابن

حجت الاسلام صدر المفسرین آقا سید راحت

قبلہ وکعبہ دام ظلہ العالی

حضرات اہلسنت والجماعت ملاحظہ فرمائیں

مصالح عقد جناب عائشہ رض

و

اسباب قرابت خلفاء ثلثہ رض

مصنفہ

سید علی رضوی مفسر انوار القرآن باقرگنج سادات

بہار

مدرس اعلیٰ مدرسہ دارالعلوم اترولہ ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین ابی القاسم محمد

و آلہ الطیبین الطاہرین اما بعد واضح ہو کہ فی زماننا معصوم اور بزرگ ہستیون پر اعتراض

کرنا اونکے پاک اور بیداغ دامن کو داغدار بنانیکی کوشش کرنا ہنر اور اپنی تاریخ دانی

اور قابلیت کی سند سمجھا جاتا ہے انگریز مورخین کے متعصبانہ اقوال اور غلط قیاس

ارائیان جنسے اسلامی تاریخیں بالکل بیزار ہیں الہام الہی سے زیادہ وقعت کی نگاہون سے

دیکھی جاتی ہیں اور قران و احادیث رسول اور اقوال ائمہ طاہرین جو سیکڑون بلکہ ہزارون معتبر

انسانونکی تصدیق اور درایت و رجال پر جانچنے کے بعد پیش کئے جاتے ہیں غلط

اور غیر معتبر سمجھے جاتے ہیں اور اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انگریزی تعلیم و تمدن کی پابندی

اور مذہبی تعلیم سے غفلت نے مسلمانون کو مذہبی علوم سے دور اور اونسے بدگمان

بنا رکھا ہے اور انکی نظر میں انکا ہیں انبیاء و اوصیاء کو بھی اس زمانے کے نفس پرست

اور دنیادار رہنمائندون اور پیشوایان باطل کیطرح خود غرض اور خطاکار سمجھتی ہیں لیکن جب

کسی طرح ان دور از خطا ہستیون مین کوئی عیب نہیں پاتے تو اونکے صحیح اور بے عیب

افعال کی باطل توجیہین اور اونمین غلط قیاس ارائیان کرتے ہیں اور اوسکا نام تحقیق

رکھتے ہیں چنانچہ ادھر کچھ دنون سے بعض مسلمانون مین منجملہ دیگر غلط اعتراضات کے ایک

~~اعتراض بھی بہت سرعت و قوت کے ساتھ شہرت پا رہا ہے کہ~~ معاذ اللہ پیغمبر اسلام

عیش و عشرت کے دلدادہ تھے اور اسی بارے مین بعض سیاسی غلطیان کر جاتے تھے

چنانچہ مصائب اہلبیت رسول اور واقعہ کربلا وغیرہ انہیں غلطیون کا انجام تھا اور اس اعتراض

کی تفصیل یہ ہے کہ ع۱ حضرت سرور کائنات صلعم نے اپنی پچاس سال کی عمر میں جناب
عائشہ سے شادی کی جنکی عمر چھ سال کی تھی پھر روز بروز اور عیش آپکی پیرانہ سالی بڑھتی گئی
اور ادھر جناب عائشہ کا شباب جسکا انجام یہ ہوا کہ بی بی عائشہ کے اخلاق خراب
ہوتے گئے اور واقعہ افک بھی اسی کا انجام تھا ۔

نیز اینکہ حضرت نے خلفاء ثلثہ سے قرابتیں قائم کر کے اپنے اہلبیت کے لئے مصائب
والام کے دروازے کھول دئے اگر انلوگون سے قرابتیں پیدا نہ کی گئی ہوتیں
تو اہلبیت کے ہاتھوں سے خلافت سابق امیر المومنین ع اور اوکی اولاد امجاد پر مصائب
کے پہاڑ نہ توڑے جاتے جنگ جمل اور واقعہ کربلا رونما ہوتا ۔

واضح ہو کہ اس اعتراض کی تمام شقوں کو جدا جدا ذکر کر کے چند ابواب میں اونکا
جواب دیا جائیگا (سادہ اور صاف عبارت میں)

## "باب پہلا"

اسمین کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے پچاس سال کی عمر میں جناب بی بی عائشہ رض سے
عقد کیا جبکہ اونکی عمر صرف چھ سال تھی ۔ لیکن باوجود اسکے بلحاظ عمر یہ شادی نامناسب
نہ تھی اور حضرت کی زیادتی عمر نے اپکے قویٰ پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا جسکے ثبوت [illegible]
ع۱ یہ کہ حضرت اوس ملک کے باشندہ تھے جسکی آب وہوا کے متعلق مسٹر
ڈیون پورٹ صاحب مانٹگمری کی رائے یوں نقل کرتے ہیں کہ گرم ملک میں عورتیں
آٹھ یا نو برس کی عمر میں نکاح کرنیکے لائق ہوجاتی ہیں پس ان ملکوں میں بچپن اور نکاح
کے لائق جوانی گویا ساتھ ہی ساتھ ہوتی ہے اور بیس برس کی عمر میں وہ بڑھیا ہوجاتی

(حاشیہ) ہیں چنانچہ [illegible] خود عکہ والد بزرگوار کے ساتھ عراق گیا تھا اور کوفہ میں ایک [illegible]
[illegible]

سن کسی لڑکی کو دیکھا کہ جسکے ایک بچہ تھا گود میں لئے ہے ~~[illegible]~~ تھی اور بچہ رو رہا تھا
یہ خیال ہوا کہ یہ بچہ اسکا چھوٹا بھائی ہوگا لیکن وہ بچہ جب کسی طرح چپ نہ ہوا تو اوسن نے
اوسے دودھ پلایا اسوقت ہملوگ سمجھے کہ وہ اوس بچہ کی ماں تھی اور ہملوگوں کو تعجب
ہوا (مصنف) پھر لکھتے ہیں کہ علم قوائے انسانی اور طبعیات کے ماہرین
نے بعض وجوہات ایسے دریافت کئے ہیں جو تعدد ازواج کے واسطے بطور ایک
عذر کے متصور ہوسکتے ہیں اور گو ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے ٹھنڈے مزاج کیسے
مزاج کے جانورون سے متعلق نہیں ہوسکتے مگر بنی اسرائیل سے جو گرم ریگستان کے
رہنے والے تھے متعلق ہوسکتے ہیں علاوہ اسکے وہ بیان کرتے ہیں کہ سر ڈبلیو اوسلی صاحب
مجموعہ متضمن حالات ایشیاء صفحہ ۱۰۸ میں یہ تحریر کرتے ہیں کہ ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر
سے دونون یعنی مرد اور عورت میں ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب وہوا
میں نہیں ہے جہان دونون برابر برابر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہونچتے ہیں مگر ایشیا میں صرف
مرد ہی کو یہ بات حاصل ہے کہ ضعیفی میں بھی قوی اور انکا قتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ
ہے تو بانی اسلام کیلیے اس بات کی کہ اونہون نے متعدد جوروؤنکی اجازت دی ایک بڑی

وجہ تھی (اعجاز التنزیل مصنفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر اعظم پٹیالہ صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۲۶)
ان کل امور کو لکھنے کے بعد اب یہ عرض کرنا ہے کہ پیغمبر اسلام صاحب کے متعلق اصول حفظان صحت کی رو سے یہ شبہہ کرنا کہ مع زیادتی عمر کے وہ
یہ رائیں صرف امور طبعیہ کے لحاظ سے اس امر کو ظاہر کر رہی ہیں کہ عرب جیسے گرم ملک میں (۱)
عورتیں نو برس میں جوان ہو جاتی ہیں اور بیس برس کی عمر میں عموما ضعیف ہو جاتی ہیں اور
مرد بڑھاپے میں بھی نکاح کرنے اور اولاد پیدا کرنیکی طاقت رکھتے ہیں (۲)
۲ آنحضرت اوس قبیلہ سے تھے جس قبیلہ کے لوگ عموما قوی اور کثیر الاولاد و کثیر الازواج ہوا کرتے تھے

[illegible]

چنانچہ رسالتمآب ص کے جد امجد حضرت عبد المطلب ایکسو چالیس [۱۴۰] برس زندہ رہے متعدد شادیاں کیں

(سیرت نبویہ سید احمد دحلان بر حاشیہ انسان العیون چھاپہ مصر ص ۲۰ و ص ۲۳) اور اپنے بعد تیرہ [۱۳]

بیٹے اور چھ [۶] بیٹیاں چھوڑیں (روضۃ الاحباب چھاپہ لکھنؤ ص ۳۵ و مدارج النبوۃ ص ۵۷)

اور آپکے چچا جناب ابو طالب بیاسی [۸۲] برس زندہ رہے کثیر الازواج تھے پانچ بیٹے اور بیٹیاں چھوڑیں

اور ہر ایک کی عمر میں دس سال کا فرق تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی اٹھ [۶۸] سال کی عمر تک

اولادیں پیدا ہوتی رہیں (روضۃ الاحباب ص ۱۰ و تاریخ اسلام جلد ۲ ص ۶) آپکے والد بزرگوار حضرت عبد اللہ

نے پچیس [۲۵] برس کی عمر میں انتقال فرمایا جسکی وجہ سے بجز آنحضرت ص کے اور کوئی اولاد ان کو نہیں ہوئی

اور خود حضرت رسول اللہ ص نے ترسٹھ [۶۳] برس زندگی کی علاوہ کنیزوں کے گیارہ شادیاں کیں تین لڑکے

پیدا ہوئے اور سب انتقال کیا ایک لڑکی جناب سیدہ عالم زندہ رہیں اور انہیں سے آپکی نسل چلی

اور لڑکے سات اولادیں تھیں (تاریخ اسلام جلد اول ص ۲۱ و بحر الانساب جلد ۱ ص ۹۰)

آپکے چچا زاد بھائی اور داماد حضرت علی ع نے ترسٹھ [۶۳] سال کی عمر میں شہادت پائی علاوہ کنیزوں کے آپکی

دس بارہ بیویاں تھیں چھتیس [۳۶] اولادیں آپکو خدا نے عطا فرمائیں (بحر الانساب جلد ۱ چھاپہ بمبئی ص ۷۶)

آپکے بڑے نواسے جناب امام حسن ع نے ۴۷ برس زندگی کی آپ کثیر الازواج تھے ۱۵ اولادیں

ہوئیں اور آپکے چھوٹے نواسے حضرت امام حسین ع نے ۵۷ ستاون برس کی عمر میں شہادت

پائی آپ نے متعدد شادیاں کیں آپکو دس اولادیں خدا نے مرحمت فرمائیں (بحر الانساب جلد ۲ ص ۹)

غرض یہ کہ علم الانساب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ کے افراد زیادہ تر کثیر الازواج اور

کثیر الاولاد ہوا کرتے تھے

[۲] حضرت رسول اللہ ص نے بی بی عائشہ سے عقد کرنیکے بعد آٹھ عقد اور کئے جنمیں ایک صفیہ خیبریہ

بھی تحقیق جنکی عمر بوقت عقد سترہ سال تھی اور انہیں سے کسی عورت کے افعال و حرکات سے (مدارج ۲ ص ۳۰)
اسکا شائبہ بھی نہیں ملتا کہ اوس نے حضرت کے قویٰ میں کسی قسم کا ضعف پایا ہو بلکہ جناب
عائشہ کے عقد کے گیارہ برس کے بعد جبکہ آپکی عمر اکسٹھ یا باسٹھ سال تھی آپکو ایک اولاد بھی
پیدا ہوئی جسکا نام ابراہیم تھا یہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ۸ھ میں پیدا ہوئے اور بی بی عائشہ (مدارج ۲ ص ۲۹)
کا عقد ۱۰ بعثت میں یعنی تین سال قبل الہجرت واقع ہوا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ
حضرت آخر عمر تک نکاح کرنیکی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔

ع ۴ جس عورت کا شوہر کمزور اور ضعیف القویٰ ہوتا ہے وہ عورت اوس سے علاحدگی اور جدائی کی خواہاں
ہوتی ہے اور ہفتہ یا مہینہ کیا بلکہ اپنی عمر میں بھی اوسکی ملاقات کی تمنا نہیں رکھتی برخلاف اسکے جناب
عائشہ ہمیشہ اسکی خواہاں رہیں کہ پیغمبر اسلام اپنی تمام ازواج سے کنارہ کش ہو کر صرف انہیں کے
ہو رہیں اور آنحضرت کی جو کچھ دل آزاریاں انہوں نے کی ہیں وہ زیادہ تر اسی لئے تھیں کہ حضرت
تمام ازواج سے زیادہ انہیں کیوں پیار نہیں کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ زینب بنت جحش کو انکی کسی قرابت دار نے
بطور ہدیہ کچھ شہد بھیجا او ہنوں نے پیغمبر خدا کیلئے رکھ چھوڑا جب حضرت اونکے یہاں تشریف
لیگئے تو اونہوں نے پیش کیا آپ نے اوس میں سے کچھ نوش فرمایا یہانتک کہ زینب کے یہاں
حضرت کو کچھ دیر ہو گئی اتنے میں بی بی عائشہ بی بی حفصہ کے پاس پہونچ گئیں اور کہا کہ آنحضرت بنت
جحش کے یہاں شہد نوش فرما رہے ہیں لہذا آج پیغمبر ہم لوگوں میں سے جسکے یہاں پہلے تشریف
لائیں وہ ان سے کہے کہ آپکے دہن سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ حضرت جب تشریف لائے
حضرت نے فرمایا کہ مغافیر نہیں بلکہ شہد کھایا ہے بی بی حفصہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہد
مغافیر کے درخت سے لیا گیا ہے حضرت نے قسم کھائی کہ آئندہ اوس شہد میں سے نہیں نوش

فرمائینگے یا نہیں تک کہ خدا نے ... آیۃ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ۔ اور حضرت

آزردہ ہوکر ایک ماہ تک ازواج سے علحدگی اختیار کی ۔ روضۃ الاحباب جب ۳۳ ع

ایک مرتبہ آنحضرت بی بی حفصہ کے گھر گئے وہ اپنے باپ کو دیکھنے چلی گئیں حضرت نے اپنی خدمت

میں ماریہ قبطیہ کو بلا لیا اتنے میں بی بی حفصہ کی واپسی بھی ہوگئی اور حجرہ بند پایا باہر ٹھہری رہی

جب ہی حضرت نے دروازہ کھولا بی بی حفصہ نے رونا شروع کیا اور کہا کہ میرے گھر میں

میرے فرش پر آپکو ایک کنیز سے محبت رکھنا تھی ۔ حضرت نے فرمایا کہ تم راضی نہیں ہو کہ میں

اوسکو اپنے اوپر حرام کر لوں یہ سنکر بشاشی ہو گئیں اور کہا ہاں مگر میں کیسے یقین کروں کہ

خدا نے جسے آپکے لئے حلال کیا ہے آپ میرے لئے اوسکو حرام کر لینگے حضرت نے فرمایا

کہ میں اوسکے پاس نہ جاؤنگا بشرطیکہ تم اس بات کو کسی سے نہ کہو چنانچہ بی بی حفصہ نے وعدہ

کیا لیکن جو نہی حضرت اونکے گھر سے نکلے بی بی حفصہ ہشاشی بشاشی بی بی عائشہ کے گھر

پہونچیں اور کہا کہ بہن مبارک ہو پیغمبر نے قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اب ہم نے اوس

سے خلاصی پائی پھر جب آنحضرت بی بی عائشہ کے گھر تشریف لیگئے تو انہوں نے کنایۃ کہا

کہ صاحب میری باری کے دن بھی ماریہ کو بلا لیجئے یہ کہنا تھا کہ اوس سفیر خدا نے جسکا نام جبریل

ہے تمام واقعات سے حضرت کو آگاہ کر دیا اور سورہ تحریم نازل ہوا ۔ روضۃ الاحباب ص ۳۳

اسماء بنت نعمان سے جب حضرت نے عقد کیا تو بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ کو بڑا رشک ہوا

بی بی عائشہ نے بی بی حفصہ سے کہا کہ تم اوسکو مہندی لگاؤ میں سر گوندھتی ہوں اور جبکہ یہ دونوں

اس خدمت میں مشغول تھیں اوس سے کہا کہ جب پیغمبر تمہارے پاس آئیں تو اعوذ باللہ منک کہنا

چنانچہ اوس سادہ لوح نے ایسا ہی کیا اور حضرت نے یہ فرماتے ہوئے کہ بڑی پناہ دنعوذ منہ
اوسکو اوسکے قبیلے مین بھجوا دیا بعد اوسکے معلوم ہوا کہ یہ جناب عائشہ اور بی بی حفصہ کی
ترکیبین تھین جسپر حضرت نے "اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ" کی تلاوت فرمائی مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۵ مطبع ناصری
ان واقعات سے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ بی بی عائشہ تنہا رسول کی پیاری بی بی بنکر رہنا
چاہتی تھین اور دیگر ازواج کو حضرت کے پہلو میں دیکھنا نہیں چاہتی تھین اور یہ امر اسکے ثبوت کیلئے
کافی ہے کہ آنحضرت کے قوی مین کوئی ضعف نہ تھا نہ بی بی عائشہ حضرت کی زوجیت سے دل برداشتہ
تھی اور یہ بات اسطرح اور بھی واضح ہوجاتی ہے کہ جب بعض ازواج کی دل آزاریاں حد سے متجاوز
ہوگئیں اور خدا کی طرف سے ازواج کو طلاق کا خطاب باعتاب نازل ہوا دیکھو سورہ احزاب پارہ ۲۱ آیت ۲۷
تو کسی نے بھی طلاق کیلئے رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ اپنے افعال سے توبہ کرتے ہوئے احکام رسول پر
٩ کاربند ہوئیں پس اگر اینمین سے کسی ایک کو بھی حضرت کی زیادتی عمر کی شکایت ہوتی یا اونکی صحبت
سے احتراز ہوتا تو اس غنیمت موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتی بخلاف حضرت سرور کائنات نے علم پروردگار ازواج سے
رہا واقعہ افک تو اوسکی حقیقت یہ ہے کہ جناب عائشہ غزوہ بنی مصطلق مین حضرت کے ساتھ
ساتھ تھین وہان سے واپسی مین مدینہ کے قریب اونکی ہیکل گر گئی اوسکی تلاش مین عائشہ
کو دیر ہوگئی اونٹ والے نے یہ سمجھ کر کہ بی بی عائشہ اپنے ہودج مین موجود ہیں اونٹ روانہ
کردیا ہیکل ملگئی اور بی بی عائشہ اس انتظار مین بیٹھ گئیں کہ کوئی لینے آئیگا یہانتک کہ سوگئیں قافلے کے پیچھے
ایک شخص چیزونکی نگرانی کیلئے رہگیا تھا اوسنے جناب عائشہ کو دیکھا اور اپنے ساتھ لے آیا ہے
منافقین مار آستین کب چوکنے والے تھے درانحالیکہ اسی جنگ سے واپسی مین عبداللہ ابن
ابی اور دیگر منافقین حضرت سے مہاجرین قریش کی طرفداری کی وجہ سے رنجیدہ ہو چکے تھے

اونہون نے بی بی عائشہ کے پیچھے رہجانے کو بدنیتی پر محمول کیا لیکن خدانے قران مین اس واقعہ کی تکذیب کی اور اتہام کنندون کو اسی اسی کوڑے لگائے گئے ؎

لیکن اس واقعے کی تکذیب کیلیے دو ثبوت بہت قوی اور بھی موجود ہین پہلے یہ کہ پیغمبر اسلام کی شان رسالت اور اونکا رعب وجلال اور اقتدار دیکھتے ہوئے اسکا وہم وگمان بھی نہین ہوسکتا کہ صفوان ابن معطل حرم رسول پر بری نگاہ ڈالنے کے بعد اس دلیری اور اطمینان قلب کے ساتھ جناب عائشہ کو اپنے ہی اونٹ پر بٹھلا کر حاضر خدمت رسالت ہو سکتا تھا نیز انپر اعتراض کرنیوالون کو معلوم ہونا چاہئے کہ صفوان ابن معطل خواجہ سرا تھا عورتون کے کام کا نہ تھا دیکھو تاریخ اسلام جلد ۲ بحوالہ طبری و ابن اثیر

## باب ۲

اس امر سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ انحضرت صلعم خدا کے رسول اور معصوم تھے پھر بھی حضرت کے دامن پر عیش وعشرت اور شہوت پرستی کا دھبہ لگانا بالکل غلط اور سراسر اتہام ہے اگر معترضین قرائن وحالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرابت ثلثہ کے فوائد اور نقصانات اور رسول اسلام کے اصول زندگی اور اونکی عاقبت بینی پر غور وفکر کرین تو یقینا اس نتیجہ تک پہونچ سکتے ہین کہ قرابت خلفاء ثلثہ اور عقد جناب عائشہ کی بنا شہوت پرستی پر ہرگز نہ تھی بلکہ یہ پیغمبر خدا کی بڑی صائب اور کامیاب سیاست تھی ان قرابتون کے ذریعہ سے حضرت نے اپنے اور اپنے اہلبیت کے دلی مقاصد کی بڑی حد تک تکمیل کی اور کشتی اسلام کو تباہی سے بچالیا یہ قرابتیں لوہے کی زنجیرین تھین جو باطل کے پیرون مین ڈال دی گئین جسکا پہلا ثبوت یہ ہے کہ ؎

۱ علم طبعیات اور مشاہدات وتجربات سے یہ بات طے ہوچکی ہے کہ شہوات وخواہشات کا ہیجان زیادہ تر ایام شباب مین ہوا کرتا ہے اور جون جون عمر گذرتی جاتی ہے خواہشات مردہ ہوتے جاتے

ہیں لیکن جب ہم پیغمبر اسلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عیش شباب کو ستر اسّی برس کے بڈھوں کی طرح گذار دیا کبھی زنا کے ساتھ متہم نہیں ہوئے یہاں تک کہ
پچیس ۲۵ برس کی عمر تک کسی عورت سے جائز صحبت بھی نہیں کی اوسکے بعد شادی بھی کی تو شباب
کے خواہشات کو کنارہ کر کے صرف اسلام کی بہبودی اور خلق خدا کی بھلائی کو پیش نظر
رکھ کر جناب خدیجہ سے کی جنکی عمر چالیس ۴۰ سال تھی اور آنحضرت سے پندرہ ۱۵ برس بڑی
تھیں اس شادی کی غرض صرف یہ تھی کہ جناب خدیجہ کی دولت اور شخصیت سے اشاعت
دین خدا میں مدد ملجائے چنانچہ جناب خدیجہ کی ساری دولت اسلام کی اشاعت میں صرف ہوئی
اگرچہ ممکن تھا کہ اس دولت کے ملنے کے بعد حضرت بادشاہ عرب ہو جاتے حشم و خدم بڑے بڑے
عالیشان مکان عیش و عشرت کے سامان مہیا کر لیتے لیکن تاریخیں گواہ ہیں کہ آنحضرت نے
ایک پیسہ بھی ان امور میں صرف نہیں کیا بلکہ اس دولت کے ملنے کے بعد بھی وہی فقر و
فاقہ رہا اور آپکے اصول زندگانی میں کوئی فرق نہیں آیا نہ خدیجہ کی زندگی میں کسی دوسری
عورت سے عقد کیا اور اونکے انتقال کے بعد شادی بھی کی تو بیوہ عہ سے اگرچہ کفار عرب
کہتے رہے کہ اگر تم حسین عورت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اسکا انتظام کر دیں اور اگر دولت چاہتے
ہو تو اتنا مال دیں کہ سب سے زیادہ دولتمند ہو جاؤ اگر بادشاہت چاہتے ہو تو ہم تمہیں قوم
کا بادشاہ بنا دیں لیکن تم اپنے دعواۓ رسالت سے باز آؤ لیکن آپ نے جواب دیا کہ میں جو کچھ حکم خدا ہے
ضرور بجا لاؤنگا اوسے چھوڑ نہیں سکتا چاہے میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب بائیں میں ماہتاب
رکھدیا جائے (اعجاز التنزیل صفحہ ۲۹) غرضیکہ پچاس برس کی عمر تک آپ بیواؤں سے شادیاں
کرتے رہے اور بی بی عائشہ کے عقد کے بعد پھر آپ نے بیواؤں ہی سے شادیاں کیں اور

عہ [illegible] (صفحہ ۵۵ جلد ۲)

زندگی بھی ایسی گذاری کہ فقر و فاقہ سے تا عمر ساتھ نہ چھوڑا زوجات کے گھر تک درست نہ تھے

چمڑے کے فرش پر سویا کرتے تھے (تاریخ اسلام مصنفہ سید ذاکر حسین جلد ۲ صفحہ ۱۲۹) کیا عیش و عشرت کے یہی

سامان ہوتے ہیں پس جس شخص نے اپنی جوانی اسی سادگی اور بے نفسی میں گذار دی اور بجز

خیر خواہی خلق خدا اور بہبودی دین اسلام کے کبھی اپنی خواہشات کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں دیا وہ

اپنی پچاسی برس کی عمر میں فقر و فاقہ کے عالم میں اپنی زندگی بھر کے دستور العمل کو بدل کے اوس

اسلام کی تمام ہمدردیوں کو بھول کر جسکے لئے بڑی سے بڑی اذیتیں اٹھائی ہوں شہوت پرستی

اور عیش و عشرت کو کیونکر اختیار کر سکتا ہے کسی تاریخ دان اور منصف انسان کو اس

جملے کے کہنے کی جرأت نہیں ہوسکتی لیکن یہ کہ اوسکے دل میں حسد و عناد کی آگ بھڑک رہی

ہو لہذا یہ کہنا کہ قرابت خلفاء ثلثہ اور عقد جناب عائشہ کی بنا شہوت پرستی پر تھی سراسر

غلط اور دلیل ضعف رائے ہے ۔۔

۲ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت نے اپنی ازواج پر شب تقسیم کر رکھی تھیں اور حضرت اس

تقسیم کی یہانتک رعایت کرتے تھے کہ شدت مرض میں بھی جس سے آخر کار جانبر نہ ہوسکے

ازواج میں سے جس زوجہ کے گھر میں رہنے کی باری ہوتی تھی بعض صحابہ کے سہارے سے وہاں

تشریف لیجاتے تھے اور روسیہ بھی جناب باری میں یکساں عجز و نیاز عرض کرتے تھے

کہ اللّٰھم ھذا قِسمتی فیما اَملِکُ فَلا تَلُمنِی فِیمَا تَملِکُ وَلا اَملِکُ ۔ یعنی خداوندا یہ میری

تقسیم ہے جسمیں میں اختیار رکھتا ہوں پھر تو مجھے اوس امر پر ملامت نہ کرنا جو تیرے

اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں ہے (اعجاز التنزیل صفحہ ۲۲۲ چھاپہ مرادآباد و تفسیر

منبع البیان سورہ نساء تحت آیت ولن تستطیعوا ان تعدلوا) اور جناب عائشہ کے عقد

ذکر تے تھے اور وہیں انتقال فرمایا (جلاء العیون مجلسی صہ ۳۰)

کے بعد حضرت کے اس اصول میں کوئی فرق نہیں آیا جسکی وجہ سے ایک زمانے کے بعد ایک شب کیلئے بی بی عائشہ کی باری آتی تھی "تاریخ اسلام جلد ۲ ص ۱۴۹ مصنفہ سید ذاکر حسین" اسی لئے بی بی عائشہ کو آنحضرت کی دوسری ازواج سے حسد تھا انکا دلی مدعا یہ تھا کہ حضرت تمام ازواج سے کنارہ کش ہوکر صرف انہیں کے ساتھ زندگی گذاریں جسمیں وہ ہمیشہ ناکام رہیں " ناظرین انصاف کریں کہ کیا عیش و عشرت کی یہی نشانیاں ہیں "

"دوسرا باب تیسرا"

معلوم ہونا چاہئے کہ عقد جناب عائشہ اور قرابت خلفاء ثلثہ سے اسلام کو نقصانات ضرور پہونچے لیکن بااین ہمہ اسلام کی اشاعت اور اوسکی بقا کا راستہ صاف ہوگیا اور آج قاف سے تا قاف محمدؐ کے دین کا پرچم لہرا رہا ہے بالفاظ محاکمہ کرنیوالے کا فرض ہے کہ حالات کے دونوں رخ پر غور کرے اوسکے بعد حق و باطل کا فیصلہ کرے حقیقت یہ ہے کہ اگر رسولؐ نے یہ قرابتیں نہ قائم کرلی ہوتیں تو حضرت کا اپنے مقصد میں کامیاب ہونا مشکل ہوجاتا اور اگر کچھ کامیابی ہوتی بھی تو رسول کے انتقال کے بعد بلکہ اونکی زندگی ہی میں اسکا خاتمہ ہوجاتا جسکی تفصیل حسب ذیل ہے "

"نقصانات قرابت خلفاء ثلثہ"

۱ بی بی عائشہ کے زوجیت رسول میں داخل ہوجانے سے سب سے بڑا نقصان اسلام کو یہ پہونچا کہ اونکی خود ساختہ حدیثوں سے خلفاء ثلثہ کی خلافت اور غصب حقوق اہلبیت میں کافی امداد پہونچی اور منافقین کی شرارتوں کیلئے ایک اچھا اوزار ملگیا نیز انکے جسکا دل چاہا اوسنے اپنے دل کے مطابق حدیث گڑھ کر جناب عائشہ کی طرف منسوب کردی "

لیکن عاقبت بین پیغمبر اسلام نے حق طلب مسلمانوں اور خالص مومنین کیلئے اس دھوکے سے بچنے کا بھی ذرائع مہیا کردئے یعنی اس کثرت سے بی بی عائشہ کی مذمت اور

اونکی عدم اہلبیت اور اہلبیت اطہار کی فضیلت اور اونکی پیروی و اطاعت کے وجوب کا
اعلان کیا کہ ان امور پر باوجود کوشش بلیغ کے بھی پردہ ڈالنا (دشوار ہو گیا) اور اہل تحقیق و بصیرت
کیلئے ہدایت کا راستہ صاف ہو گیا یہانتک کہ خود خدا و ند عالم قرآن میں بھی بی بی عائشہ کی مذمت
اور اونکی نافرمانی کا ذکر اور آیۃ قُل لَا اَسئلکُم عَلَیہِ اجرًا اِلاَّ المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی اور اسی طرح کی
بہت سی آیتوں میں آل رسول کی محبت و اطاعت کے واجب ہونیکا اعلان کر دیا جسکو کوئی قیامت تک
مٹا نہیں سکتا دیکھو سورہ حم آیت ۲۲ پارہ ۲۵ اور آنحضرت نے اس آیت مودۃ کی تفسیر
میں یہ امر بھی واضح کر دیا کہ جو لوگ اہلبیت رسول کے دشمن ہوں اور اونپر ظلم کریں وہ دائرہ
اسلام سے خارج اور خدا و رسول کے نافرمان ہیں اور ادھر اہلبیت رسول کا یہ اصول رہا کہ
جب بھی دین اسلام پر کوئی ظلم ڈھایا گیا اونہوں نے اوسکا کافی اعلان کیا تاکہ غارتگران اسلام
اور دشمنان خدا و رسول کو دنیا پہچان لے اور اونکا مکر چھپا نہ رہجائے اور حق و باطل میں
امتیاز ہو جائے چنانچہ مطالبہ فدک اور وقتا فوقتا اظہار حقیقت خلافت اور سید الشہدا حضرت
امام حسین ع کا سفر کربلا میں اہلبیت رسالت کا ساتھ لیجانا اور بازار کوفہ و شام میں جناب
زینب و ام کلثوم سلام اللہ علیہما کے خطبوں کا راز بھی یہی تھا چنانچہ خود جناب عائشہ
ہی کے فریب باطن کا اعلان سرور کائنات نے اس حد تک فرمایا کہ صاحب بخاری
جیسے متعصب شخص بھی جنہوں نے صرف اس کامیابی پر کہ وہ مدح اہلبیت اور مذمت دشمنان
اہلبیت کے چھپانے میں کامیاب ہو گئے دو دو رکعت نماز شکر پڑھ پڑھ کر بخاری لکھی
ہے بی بی عائشہ کے دامن کو عیوب کے دھبہ سے بچا نہ سکے چنانچہ اونہوں نے
محمد بن اسمعیل سے ایک روایت نقل کی ہے کہ اونہوں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا

کہ وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ؐ کو دیکھا کہ حضرت ؐ نے مسجد میں خطبہ پڑھتے
پڑھتے ایک مرتبہ بی بی عائشہ کے مسکن کی طرف اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ
ھھنا الفتنۃ من حیث تطلع قرن الشیطان " یعنی فتنہ اسی مقام پر پوشیدہ ہے جہاں
سے شیطان کی سینگھیں ظاہر ہونگی " بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ چھاپہ مصر " اور اسی طرح کی
بہت سی روایتیں صحاح ستہ اور تفاسیر اہلسنت و شیعہ میں موجود ہیں جو اہل نظر پر
پوشیدہ نہیں ہے " اور حضرت سرور کائنات ؐ کے اس اعلان کے بعد جناب عائشہ کی روایتوں کا اعتبار کیا تک [illegible]

۲ دوسرا نقصان یہ ہوا تھا کہ بی بی عائشہ نے امیر المومنین کی بیعت توڑ کر اونسے جنگ کی اور
زوجیت رسول کی وجہ سے حضرت علی ؑ کے خلاف مسلمانوں کو بھڑکانے میں اونہیں کامیابی حاصل ہوئی
اور اسمیں شک نہیں کہ حضرت علی ؑ کے خلاف زوجہ رسالتمآب کا علم بغاوت بلند کرنا حضرت کی حقانیت
وصداقت کو مٹا دینے کیلئے کافی تھا اگر خداوند عالم نے ان بیویوں کو شرائط زوجیت رسول
کی زنجیر میں نہ جکڑا ہوتا اور حضرت سرور کائنات ؐ نے اس فتنہ کی خبر نہ دیدی ہوتی چنانچہ جناب ام سلمہ
فرماتی ہیں کہ حضرت رسالتمآب ؐ نے ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ایک بیوی میری علی ابن ابیطالب
سے جنگ کریگی اور اوسپر حواب کے کتے بھونکینگے اور وہ بیوی میری ایک باغی گروہ کے
درمیان میں ہوگی پھر جناب عائشہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے حمیرا میرا یہ گمان ہے
کہ شاید وہ بیوی میری تو ہی ہوگی " روضۃ الاحباب جلد ۳ صفحہ ۱۶ " اور حضرت نے اسی
مناسبت سے بی بی عائشہ کا نام حمیرا رکھا تھا کہ اونکی وجہ سے ہزاروں مسلمانوں کا خون بہنے [illegible]
والا تھا " چنانچہ حضرت رسول اللہ ؐ کی دور اندیشی اور پیشگوئی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ علم وقت الکلام کو جنگ جمل کے موقع پر حضرت عائشہ [illegible]

۳ تیسرا نقصان یہ ہوا تھا کہ دشمنان اسلام کو پیغمبر اسلام کی عصمت پر دھبہ لگانے اور [illegible]

کے نفاق اور اونکے عیوب کے چھپانیکا ذریعہ ہاتھ آگیا اور بی بی عائشہ کی فضیلتوں کو
بمنزلہ اعلی اور فرضی معراج سعادت تک پہونچا شیدائیوں کو اچھا موقع ملگیا کہ روایتیں تصنیف
کیں اور بی بی عائشہ کی طرف منسوب کردیں اور رسول اللہ ص سے پاک و پاکیزہ اخلاق کو بھی گناہ
آلودہ بنانا چاہا لیکن یہ سعی بھی دشمنوں کی ناتمام رہی کیونکہ محمد و آل محمد کے نفسانی کمالات اور بروں
کی برائیاں اس لائق نہ تھیں کہ اونپر پردہ ڈالا جاسکتا یہانتک کہ اکثر مخالف مذہب مورخین
کو بھی بحیثیت تاریخی تحقیق کے محمد و آل محمد کے کمالات و فضائل کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ ڈبلیو
آیر لینڈ اپنی کتاب بلوٹ اون دی برین میں لکھتے ہیں کہ یہ پرانا خیال کہ محمد صاحب صرف ایک
دغاباز آدمی تھا ایسا ناقابل یقین ہے کہ کوئی شخص بھی جو ذرا بھی تاریخی تحقیقات میں
شعور رکھتا ہوگا اس خیال کو نہیں مان سکتا اور ٹامس کارلائل لکھتے ہیں کہ صحرا کا
غواص طبیعت والا ناشستہ محمد اپنی چمکتی ہوئی کالی آنکھوں اور کھلی ہوئی صاف ملنسار
اور وسیع روح کے ساتھ بلند نظری اور ہوا و ہوس سے نہیں بلکہ کچھ اور ہی خیالات
رکھتا تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ ایسے شخص کا کلام خود خدا کی آواز ہے انسان اوسکو
سنتا ہے اور ضرور سنے اور سوا اوسکے کچھ نہ سنے اوسکے مقابلے میں سب ہوا ہے۔
(تاریخ اسلام جلد ۲ ص ۱۷۱) " انکے علاوہ اور بھی اکثر مورخین کے اقوال ہیں جنکے تحریر کا موقع
نہیں ہے۔ لیکن ان اقوال کے دیکھنے کے بعد ایک انصاف پسند انسان سمجھ سکتا ہے کہ
اگرچہ مذکورہ خرابیوں سے بہت سے فساد پیدا ہو سکتے تھے لیکن خدا اور پیغمبر خدا نے
اونکی راہوں کو قطع کرکے طالبان حق کیلئے حق کا راستہ صاف کردیا یوں تو دشمن
کی زبان جب خدا کے متعلق بند نہیں رہی تو اولیاء خدا کیلئے بند نہ رہنا قابل تعجب

نہیں ہے۔

## تیسرا باب

### مصالح قرابت خلفاء ثلثہ وعقد عائشہ

باقی رہا یہ سوال کہ ان قرابتوں میں وہ کونسی مصلحتیں تھیں جنکی بنا پر اسلام کے مذکورہ بالا نقصانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی سرور عالم ص نے انکو اختیار کیا۔

۱ پہلی وجہ یہ تھی کہ ایک عقلی مسلمہ ہے کہ جسطرح ایک سچے اور حقیقی راہبر اور پیشوا و قوم کی صداقت و کمالات کا پوشیدہ رہنا اوس قوم کی گمراہی و ہلاکت کا سبب ہوتا ہے اوسی طرح جھوٹے اور باطل پیشواؤں کا جھوٹ اور اونکی مکاریوں کا پوشیدہ رہنا خلق خدا کی تباہی و معصیت کا سبب ہوتا ہے اسی لئے عقل ضروری سمجھتی ہے کہ سچے کی صداقت اور جھوٹے کا کذب اور مکار کا مکر دنیا پر واضح کر دیا جائے تاکہ بندگان خدا کو راہ حق اختیار کرنے اور گمراہی سے بچنے کا ذریعہ مل جائے اور اسی لئے خداوند عالم نے باوجود عالم الغیب ہونے کے ابلیس کو آسمان پر بلا لیا اور ملائکہ کے صفوں میں داخل کر لیا پھر آدم ع کو پیدا کر کے سجدہ کا حکم دیکر ابلیس کے مافی الضمیر کو مخلوقات پر ظاہر کر دیا تاکہ آئندہ خدا کے مخصوص بندے آدم ع کی بزرگی اور ابلیس کی مکاریوں سے غافل نہ رہیں۔ اور اسی طرح پیغمبر اسلام نے حضرت خلفاء ثلثہ کے دائرہ اسلام میں آنے کے بعد اونھیں اپنے اصحاب میں داخل کر لیا اور اون سے قرابتیں بھی قائم کر لیں کیونکہ اونکے مافی الضمیر اور دلی مقاصد کے پوری طرح ظاہر ہونیکے یہی ذرایع تھے پس حضرت نے انلوگوں کو اونکے نفاق اور مکاریوں کے ظاہر کرنیکا موقع دیا اور اونکے آئندہ ظاہر ہونیوالے باطل اور مہلک منصوبوں کو طشت از بام کر دیا ورنہ اگر اونکے ارادے اونکے سینوں میں چھپے رہتے اور حیات رسول میں اونکی زندگی بظاہر بے عیب

گزر جاتی تو بعد رسول جو فتنہ بھی یہ لوگ قائم کرتے وہ پوری طرح کامیاب ہوتا اور صاحبان
حق کی حقیقت بالکل پوشیدہ رہجاتی اور آج اسلام دنیا سے رخصت ہوجاتا لہذا ~~اب جبکہ~~ چونکہ
~~اسلئے کہ~~ پیغمبر اسلام جانتے تھے کہ یہ منافقین بعد رسول بڑے بڑے گل کھلائینگے ~~پھر بھی~~ اسی لئے حضرت نے انکو گرانا کو
اونکو اختیار کیا اور امت کو ایک عظیم الشان دھوکے سے بچالیا گیا رسول اسلام
یہ نہیں جانتے تھے کہ اصحاب سے وقت آکر دوات و قلم طلب کرنیکا کیا انجام ہوگا لیکن
اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ حضرت طلب نہ کرتے اور خاموش رہجاتے اور حضرت عمر کی دلکی بات
دل ہی میں رہجاتی بلکہ حضرت نے طلب فرما کر اصحاب کو اپنے ارادوں کے ظاہر کرنیکا موقع
دیا اور اہل دنیا پر ان اصحاب کے ایمان کی منزل اور نگاہ رسول میں جو انکی قدر و منزلت
تھی اوسے دنیا سے جاتے جاتے بھی ظاہر فرما دیا ۔

۲۔ صاحب سیرۃ الحلبیہ ص ۱۳۱ میں اور صاحب روضۃ الاحباب و تاریخ خمیس و اسد الغابہ وغیرہ حضرت
ابوبکر کے ایمان لانیکی کیفیت اسطرح لکھتے ہیں کہ یمن کے ایک بوڑھے عالم نے جو قوم ازد
سے تھا انہیں دیکھ کر کہا کہ تم حرم کے رہنیوالے معلوم ہوتے ہو اور تم قرشی اور تیمی ہو حضرت ابوبکر
نے تمام باتوں کا اقرار کیا وہ بولا کہ میں اپنے سچے اور صحیح علم سے بتاتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی
ظاہر ہوگا اور اوسکے امر میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ اوسکی مدد کرینگے چنانچہ جب یہ مکہ
واپس ہوئے تو سنا کہ حضرت مبعوث برسالت ہوئے ہیں یہ گئے حضرت نے فرمایا کہ ایمان
لاؤ انہوں نے دلیل مانگی حضرت نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل یمن کا بوڑھا ہے ۔
اور ابن ہشام اور دیار بکری وغیرہ نے لکھا ہے کہ اقوال و اخبار کاہنین سے ایک پیغمبر کا
مبعوث برسالت ہونا معلوم و مشہور ہوچکا تھا اور یہ بھی پیشنگوئی تھی کہ اوس پیغمبر کو ابتداء

مکہ میں تکلیف پہونچیگی اور پھر ہجرت کریگا اور بعد ہجرت مکہ فتح کریگا غرب سے شرق

اور جنوب سے شمال تک اوسکے مذہب کی شعائیں پہونچنگی اور روم و فارس پر بھی

مسلمانوں کا قبضہ ہوگا ۔ یہی وہ اقوال تھے جنہیں سنکر حضرت ابوبکر اور ایسے دیگر مسلمان

حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے ۔ لیکن اسلام قبول کرنیکے بعد بھی کفار کے ساتھ ان لوگوں کے

ا بڑے گہرے تعلقات رہے چنانچہ جنگ بدر میں جو کفار قید ہوکر آئے اونکے بارہ میں حضرت

رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے رائے لی تو حضرت ابوبکر نے اونکی سفارش کی اور کہا کہ یہ لوگ

آپ ہی کے قوم و قبیلہ کے ہیں ۔ ترجمہ ازالۃ الخفاء حصہ ۲ مقصد ۲ ذکر ماثر ابوبکر صفحہ (۱) ۔ و معارج النبوۃ

۳ اور ایک مرتبہ جناب سلمان فارسی رضہ اور صہیب اور بلال رضہ نے ابوسفیان کے کفر کے زمانے

میں کہا کہ ابھی تک خدا کی تلوار نے ان دشمنان خدا سے اپنا حق نہیں لیا اسپر حضرت

ابوبکر بہت چراغ پا ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلعم سے انلوگوں کی شکایت کی آنحضرت صلعم نے

فرمایا کہ تمنے اصحاب کو غضبناک کیا او خدا کو غضبناک کیا چنانچہ حضرت ابوبکر نے اگر

انلوگوں سے معافی چاہی ۔ صحیح مسلم کتاب فضائل سلمان فارسی رضہ ۔

۴ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں عیینہ جبکہ قید ہوکر آیا تو اوسنے اپنے منافق ہونیکا

اقرار کیا اور کہا کہ ہم زمانہ رسول میں بھی برابر منافق رہے پھر کہا کہ اے خلیفہ رسول مجھے

آزاد کر دیجئے چنانچہ حضرت ابوبکر نے اوسے معاف کر دیا او امان نامہ لکھدیا ۔ تاریخ

(۱) اعثم کوفی اردو صفحہ ۸ ۔

۵ جب مسلمان کفار کی ایذا رسانی کی وجہ سے ہجرت کرکے حبشہ جانے لگے تو حضرت ابوبکر نے بھی آنحضرت صلعم

سے اجازت لیکر ترک وطن کیا مکہ سے نکل کر جا رہے تھے کہ راہ میں سردار قبیلہ

قارہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی وہ انہیں مکہ واپس لایا اور سب سے کہدیا کہ انکو
نہ چھیڑنا یہ میری امان میں ہیں چنانچہ کفار قریش نے پھر اونہیں نہیں ستایا۔ روضۃ الاحباب
ص ۱۱۵ چھاپہ لکھنؤ و مدارج ۲ ص ۵۵

(۲) حضرت ابوبکرؓ نے اپنی صاحبزادی (جناب عائشہ) کی شادی ابن مطعم نامی ایک کافر سے لگا رکھی تھی اگرچہ
اوسے منظور نہ تھا لیکن جب آنحضرتؐ کا پیغام بی بی عائشہ کے لئے اونکے پاس پہونچا تو
حضرت ابوبکر راضی نہ ہوئے اور کہا کہ بھائی کی لڑکی بھائی کیلئے جائز نہیں ہے حضرتؐ نے کہلا
بھیجا کہ اخوت اسلامی نسبی و رضاعی نسب نہیں ہے یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تو
اوسکی شادی پسر مطعم سے لگا چکا ہوں اب وعدہ خلافی کیونکر کروں اور کچھ سوچ کر
دوڑے ہوئے مطعم کے پاس پہونچے لیکن چونکہ لڑکے کے ماں باپ اس قرابت پر
راضی نہ تھے اسلئے اونہوں نے صاف جواب دیا اوسوقت آنحضرتؐ سے شادی کر دینے پر
راضی ہوئے۔ روضۃ الاحباب ص ۱۰۵ و معارج النبوۃ رکن سوم ص ۶۵

ان واقعات کے تحریر کر دینے کے بعد اب عرض کرنا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر جناب امیر المومنینؑ
اور بی بی خدیجہ کے بعد (مطابق مشہور) پہلے وہ شخص ہیں جو حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور صرف دنیاوی
منفعت و حکومت کے شوق میں اسلام لائے جیسا کہ اونکے حالات سے معلوم ہوا اور
بعد قبول اسلام برابر کفار سے دوستانہ تعلقات اور برادری قائم رکھی جس سے اسلام
کو سخت ترین نقصان کا اندیشہ تھا یہانتک کہ اب بی بی عائشہ کے عقد کیلئے کافر لڑکا
تلاش کیا جانے لگا۔ اور ظاہر ہے کہ جب حضرت ابوبکر پیغمبر اسلام سے بیٹی بیاہنے
پر آمادہ نہ تھے تو کسی دوسرے مسلمان سے صاحبزادی کا عقد کر دینے پر کب راضی ہوتے

اور ابن مطعم اور اوسکے گھر والے اس رشتہ پر راضی نہ تھے لہٰذا احتمالاً یقیناً کسی دوسرے
کافر سے بیاہی جاتیں۔ اب مشکل یہ تھی کہ اگر آنحضرت ص حضرت ابوبکر کو ان خطرات سے بچنے کیلئے
محض اپنے زمرہ اصحاب سے خارج کر دیتے تو کیونکہ اسمیں اسلام کی بدنامی تھی اور کوئی دوسرا شخص
اسلام قبول کرنیکی جرأت نہ کرتا اور اگر ساتھ رکھتے تو دشمن اور ایسے خطرناک دشمن
کو گھر میں رکھنا قطعاً ناکامیابی اور ہلاکت کی دلیل تھی اور وہ بھی کفار سے سمجھوتہ پایہ قائم
ہو جانے کے بعد ایسی صورت میں حضرت ابوبکر کے ذریعہ سے کفار آنحضرت ص کے ساتھ کیا
کرتے ہر شخص سمجھ سکتا ہے اسلئے ضروری تھا کہ آنحضرت ص بی بی عائشہ سے خود عقد کر کے
ان عظیم خطرات کو پابزنجیر کر لیتے جنکا اندیشہ تھا اور بجز اسکے چارہ نہ تھا اسی لئے حضرت نے بعثت کے
دسویں سال کے بعد جبکہ بی بی عائشہ صرف چھ سال کی تھیں اون سے عقد کر لیا اور اونکے
بلوغ کا بھی انتظار نہ کیا اور بعد عقد اونہی ایام بلوغ تک اونکے میکے ہی میں چھوڑ دیا کیونکہ اب
کوئی خطرہ نہ تھا۔

ع۳ یہ امر صاحبان علم پر مخفی نہیں ہے کہ حضرت عمر ایک حیلہ ور اور عقل دنیا رکھنے والے انسان تھے
اور حضرت ابوبکر و عثمان اونکے دلی دوست اور حلیف تھے اور یہ تینوں بزرگ بھی صرف
دنیاوی لالچ میں ایمان لائے تھے اور بعد اسلام کفار سے ان لوگوں کے بھی پوشیدہ تعلقات
رہے۔ چنانچہ حضرت عمر کا آنحضرت ص کا عطا کیا ہوا ریشمی حلہ دوستانہ میں ایک کافر کو دیدینا[1]
اور جناب عثمان کا بروز فتح مکہ آنحضرت ص سے ایک کافر اور بڑے دشمن اسلام کی جان
کی سفارش کرنا[2] اور حضرت عمر کا صلح حدیبیہ کے روز رسالت رسول میں شک کرنا[3] اور
ان لوگوں کی جاسوسی اور کفار کی ہمدردیوں کے واقعات ترمذی، سنن داؤد، سیرۃ ابن ہشام

ع۱ صحیح بخاری صفحہ ۲۴۶ ع۳ صحیح مسلم

ع۲ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۴۹

وغیرہ میں بصراحت مرقوم ہیں ۔ لہذا انکو یہ لوگ ہمیشہ بنی ہاشم سے ... حکومت و عزت
کے چھیننے کی فکر میں رہا کرتے تھے لہذا اگر آنحضرت صلعم نے انلوگوں کو قرابت کے سلسلے
میں نہ منسلک کیا ہوتا تو یہ لوگ وہ فساد برپا کرتے جسکا انسداد محال ہو جاتا اور دین اسلام
کا خاتمہ ہو جاتا ۔ یزید نے جو کچھ نہیں کیا یہ کر گذرتے کیونکہ بعد رسالتماب صلعم اس حکومت الہیہ
کو آل محمد سے چھین لینے کا مصمم ارادہ ہو چکا تھا جسکے لئے عہد نامے لکھے گئے تھے اور انپر اون
انسانوں کے دستخط بھی لئے جا چکے تھے ۔ تفسیر طبری تحت آیت مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم (چنانچہ اسی اسکیم کے مطابق ۱۱
پیش دستی کر کے حضرت عمر نے سقیفہ میں حضرت ابوبکر کے ہاتھوں پر بیعت کر لی اور
وہ خلیفہ بنا لئے گئے ۔ روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ و تاریخ الخلفا ۔ سیوطی ص ۴۶
اور خلافت کی بنا نہ تو معمر اور سابق الاسلام ہونے پر رکھی گئی نہ کسی دوسرے امر پر بلکہ یہ تمام
توجیہیں بعد بیعت مسلمانوں کی زبان بندی کیلیے پیش کی گئیں جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ قرابت رسول کو اس فرضی خلافت کی پیدائش میں کوئی دخل نہ تھا نہ اسکو کسی نے دلیل
خلافت قرار دیا ہے اور نہ درحقیقت یہ مسئلہ خلافت کے طے کرنیکے وقت پیش
نظر رکھا گیا لہذا یہ کہنا کہ اگر یہ قرابتیں نہ قائم کی گئی ہوتیں تو خلافت اہلبیت کے ہاتھوں
سے نہ جاتی ایک بے معنی جملہ ہے بلکہ قطع نظر کر کے قرابت سے حصول خلافت
کی اسکیم پہلے ہی اوٹھائی جا چکی تھی جو ضرور ظاہر ہوتی ۔ اور در صورتیکہ خلافت
کا جھگڑا اگر اٹھتا اور خلفاء پر قرابت رسول کا دباؤ پڑتا ۔ اگر سیدہ عالم رسول کی
بیٹی اور بی بی عائشہ رسول اللہ کی زوجہ اور حضرت علی ع رسول کے داماد اور حضرت
ابوبکر رسول کے خسر تھے تو اہلبیت رسول صلعم کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا

جو منکرین بیعت ابوبکر کے ساتھ کیا گیا۔ چنانچہ سعد ابن عبادہ سردار قبیلہ خزرج جنکے زیر
اثر تمام قبیلہ اوس و خزرج تھا اور خود اونکے قرابت داروں کا جتھا بھی بہت بڑا تھا لیکن
انکار بیعت کے بعد مدینہ میں پناہ نہ پا سکے اور وطن چھوڑ کر شام چلے گئے پھر شام
میں بھی پناہ نہ ملی اور بحکم حضرت عمر قتل کر دیے گئے۔ دیکھو عقد الفرید و مروج الذہب مسعودی
زبیر ابن عوام اگر بیعت نہ کر لیتے تو قتل ہی کر دئے گئے تھے۔ ابن قتیبہ ص ۱۲ و طبری
و ابن اثیر وغیرہ۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان جنہوں نے بیعت حضرت ابوبکر سے اور اونکو
زکوۃ دینے سے انکار کیا اور حضرت علی ع کو مستحق خلافت سمجھتے تھے اونپر ارتداد کا فتوی
جاری کر کے اونہیں قتل کرا دیا۔ اونکا مال و اسباب لوٹا گیا اونکی عورتیں کنیز بنائی گئیں
وہ آگ میں زندہ جلائے گئے حالانکہ مرتے مرتے کلمہ اسلام کا اقرار کرتے رہے۔ دیکھو تاریخ خمیس و تاریخ
طبری جلد ۲ ص ۱۲۸۳ استبولی۔ یہی عداوت آل محمد سے ساتھ بھی برتی جاتی اور جبکہ آل محمد ع کو دنیا میں زندگی کا
موقع نہ ملتا تو آج اسلام کہاں ہوتا۔ یہی سبب تھا کہ آنحضرت ص نے انلوگوں سے قرابتیں پیدا
کیں اور اپنی ربیبہ لڑکیاں اونکے عقد میں دیں اور اونکی لڑکیاں اپنے گھر میں داخل کیں
تاکہ اونکی گمراہ فطرت کچھ راہ پر آ جائے۔ حکماء کا مقولہ ہے کہ صحبت صالح ترا صالح کند۔ صحبت کا
کچھ نہ کچھ اثر ضرور پڑتا ہے اور اونکے ارادوں کے گرد قرابتوں کا ایسا حصار کھینچ دیا کہ
باوجود اشتیار بغض و عداوت کے انلوگوں کو ان قرابتوں کا لحاظ رکھنا ہی پڑا اور اونکی مخالفتیں
ظاہر ہوکر بھی پوری طرح ظاہر نہ ہوسکیں۔ چنانچہ جب حضرت امیر المومنین ع جبریہ بیعت کے لئے
دربار خلافت میں لائے گئے تو حضرت نے پوچھا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا کروگے حضرت
عمر نے کہا کہ خدا کی قسم قتل کر دینگے اور حضرت ابوبکر سے کہا کہ تم اپنے اقربا میں انکی نسبت

کوئی حکم کیوں نہیں دیتے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ جبتک فاطمہ زندہ ہیں میں کسی امر میں
انہیں مجبور نہیں کرسکتا (ابن قتیبہ صد ۱۴) نیز اینکہ جب حضرت عمر اور حضرت ابوبکر فدک
کے معاملہ میں جناب فاطمہ ص کی خدمت میں معافی چاہنے گئے تو جناب معصومہ نے انلوگوں
کی طرف سے رخ پھیر لیا اور سلام کا جواب نہیں دیا حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے حبیبۂ رسول
ہمنے تمکو تمہارے باپ کی میراث سے محروم کیا معصومہ عالم نے فرمایا کہ یہ کیا بات
ہے کہ تیری اولاد تو تیری میراث پائے اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں ابوبکر نے
جواب دیا کہ خدا کی قسم قرابت رسول اللہ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور تم
میری بیٹی عائشہ سے زیادہ مجھے محبوب ہو میں چاہتا تھا کہ تمہارے پدر بزرگوار نے جس
روز انتقال کیا تھا مر جاتا جناب معصومہ نے فرمایا کہ ایک حدیث بیان کرتی ہوں
سنو اور عمل کرو کیا تمنے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جسنے فاطمہ کو
غضبناک کیا اوسنے مجھے غضبناک کیا اور جسنے اوسے راضی کیا اوسنے مجھے رضامند
کیا اور میں خدا کو اور اوسکے فرشتوں کو گواہ کرتی ہوں کہ تملوگوں نے مجھے ناراضی اور
غضبناک کیا جب میں اپنے پدر بزرگوار سے ملونگی تو تملوگونکی شکایت کرونگی ۔
حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ اے فاطمہ میں تمہارے غضب سے اور رسول ص کے غضب
سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں یہ کہکر رونے لگے اور اسطرح روئے کہ قریب تھا کہ اونکا
دل ٹکڑے ہو جائے معصومہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر میں ہر نماز کے بعد تمہارے لئے
بد دعا کرتی ہوں یہ سنکر حضرت ابوبکر روتے ہوئے نکلے اور مجمع میں اکر کہا
کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنی اپنی زوجہ سے بغلگیر ہوکر مسرور ہوتا ہے اور

اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے مجھے تمہاری بیعت کی کچھ حاجت نہیں ہے میری
بیعت توڑ دو لوگوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اگر آپ نے خلافت سے کنارہ
کشی کی تو اسلام تباہ ہو جائیگا یہ سنکر حضرت ابوبکر اپنے ارادے سے باز آگئے
(ابن قتیبہ صد ۱۴) معاویہ ابن ابوسفیان نے اپنی موت کے وقت یزید کو
بلایا اور وصیتیں کیں اور کہا کہ حسین ابن علیؑ کی قرابت و نسب کو تو جانتا ہے وہ رسول
خدا کا پارہ تن ہے میں جانتا ہوں کہ اہل عراق اوسکو ضایع کر دینگے لیکن اگر تم اوسپر فتح
پاؤ تو اونکے حق و حرمت کا خیال رکھنا اور اوسے مواخذہ نہ کرنا کیونکہ ہمارے اور
اونکے درمیان میں قرابت اور برادری ہے لہذا ہرگز کوئی تکلیف اونہیں نہ دینا
" مخزن البکا مجلس اول بروایت ابن بابویہ "

۲۴ جنگ جمل میں بی بی عائشہ اور اونکے گروہ کے باطل پر ہونے اور حضرت امیرالمومنینؑ اور اونکے
اصحاب کے حق پر ہونے کا سب سے قوی ثبوت مسلمانوں کو اسی زوجیت رسالتمآب سے ہاتھ آیا ہے اور بی بی عائشہ کی بغاوت
پر جنھوں نے بھی استدلال کیا ہے اونھوں نے اسی زوجیت سے استدلال کیا ہے یہانتک جناب
عائشہ کی یہ خطا تمام مسلمانوں کو تسلیم کرنا پڑی چنانچہ جناب عائشہ نے جب امیرالمومنینؑ
سے جنگ کی ٹھان لی تو دیگر ازواج رسول کو بھی اپنے ساتھ لینا چاہا اور جناب ام سلمہ
کے پاس پہونچیں اور کہنے لگیں کہ تم تمام ازواج رسول میں زیادہ خصوصیت رکھتی ہو تمہاری
شان بزرگ ہے میں تمہاری خدمت میں اسلئے آئی ہوں کہ خلیفہ مرحوم عثمان مظلوم کے
خون کا بدلہ لینے بصرہ جاتی ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو تو جناب ام سلمہ رض نے بی بی عائشہ کے پہلے کچھ
نصیحتیں کیں اور فضائل علی بن ابیطالبؑ بیان کئے اور عذاب خدا سے ڈرایا پھر فرمایا

کہ تمنے رسول کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ حضرت نے فرمایا کہ تہوڑے دنوں کے بعد
ایک پانی سے پاس جسکا نام حواٴب ہے میری ایک بیوی پر کتے بھونکینگے اور وہ بیوی
میری ایک باغی گروہ کے درمیان میں ہوگی اور اے عائشہ تیری طرف مخاطب ہوکر فرمایا
تھا کہ اے حمیرا میرا یہ گمان ہے کہ وہ بیوی میری تو ہوگی ۔ عائشہ نے کہا کہ سچ کہتی
ہیں آپ حضرت نے ایسا ہی فرمایا تھا ۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بصرہ جانیکا ارادہ ترک کر دیا
لیکن عبد اللہ ابن زبیر نے جو جناب عائشہ کا بھانجا تھا اونہیں مجبور کر کے راضی کر لیا ۔ نیز انکیہ
حضرت امیر المومنین ع نے جناب عائشہ کے نام خط لکھا تو اوسمیں یہی تحریر فرمایا کہ تمہارا گھر
سے نکلنا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے اور جس کام کی تم ذمہ دار نہیں ہو شریعت نے
تمکو اوس سے سبکدوش کیا ہے از روضۃ الاحباب جلد ۳ ص ۲۸ چھاپہ لکھنؤ ۔ پھر جنگ جمل میں
ایک جماعت نے بھی پکار کر یہی کہا کہ عثمان بن عفان کے مارے جانے سے یہ امر زیادہ سخت ہے کہ
لوگوں نے حرم رسول کو گھر سے نکال کر میدان حاضر کیا ہے ۔ روضۃ الاحباب ص ۳ جلد ۳
پھر جنگ ختم ہونیکے بعد جب حضرت امیر المومنین ع نے عبد اللہ بن عباس کو بی بی عائشہ کے پاس
بھیجا اور یہ کہلایا کہ جسطرح بصرہ آئی ہو اوسی طرح مدینہ واپس چلی جاؤ تو جناب عائشہ نے اسکو
تسلیم نہیں کیا اسپر ابن عباس اور جناب عائشہ میں کچھ بات بڑھی اور ابن عباس نے بھی ایسی روایت
یا نساءَ النبی لستنّ کاحدٍ من النساءِ اِن اتقیتنّ ۔ تا ۔ وقرنَ فی بیوتکنّ ولا تبرّجنَ تبرّجَ الجاہلیۃ
الاولی ۔ کی تلاوت کی یعنی
اور کہا کہ تم کو خدا نے گھر سے نکلنے کو قطعاً منع کیا ہے پھر تم گھر سے کیوں نکلیں لیکن بی بی عائشہ جب
کسی طرح مدینہ جانے پر راضی نہیں ہوئیں تو حضرت نے امام حسن ع کو بھیجا آپنے اونکے کان

عک روضۃ الاحباب ص ۱۴

کو سنا کر تمھی علیحدہ کر کے زبیر نے بیعت میں پیش کی پیکار اور ابنے

میں چکیں سے فرمایا کہ پدر بزرگوار فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں جاوگی تو رسول نے جس امر کا
مجھے اختیار دیا ہے میں اوسپر عمل کرونگا یہ سننا تھا کہ فورا اٹھ کھڑی ہوئیں اور روانہ ہوئیں

" روضۃ الاحباب جلد ۳ صہ ۲۲ و تا " واضح ہو کہ آیۂ مذکورہ نے ازواج رسول کو
اسطرح اونکے حجروں میں قید کر دیا تھا کہ اس حکم کے بعد جناب سودہ نے حج کرنا بھی چھوڑ دیا
اور لوگوں نے جب سبب پوچھا تو کہا کہ ایک مرتبہ حج واجب ادا کر چکی اب مجھے جس گھر میں
رسول اللہ بٹھا گئے ہیں اوس سے نکلنا مناسب نہیں ہے یہانتک کہ بعد انتقال اوس گھر سے
اونکا جنازہ ہی نکلا۔ پس چونکہ حضرت رسول اللہ صلعم کو جناب عائشہ کے آئندہ حالات کا علم
تھا اسلئے بمصلحت حضرت نے اونہیں ازواج میں داخل کر لیا تھا تاکہ اونکی گردن میں
زوجیت رسول کا قلادہ پڑ جائے اور علی کی حقیت و حقانیت پر پردہ نہ پڑ جائے چنانچہ قرآن
کے اس صریحی حکم کے تحت میں داخل ہونے کے بعد جناب عائشہ اور اونکے ہوا خواہ جو
ہر موقع پر تاویلیں کر لیا کرتے تھے اونکی تاویلیں کچھ کام نہ آسکیں اور اسلام کے کل فرقوں
کو ماننا پڑا کہ جناب عائشہ نے خود رسول کی نافرمانی کی اور حکم قرآن کے خلاف (اس موقع پر)
کیا، پھر عیب چھپانے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بی بی عائشہ نے آخر میں توبہ کر لی تھی
" روضۃ الاحباب جلد ۳ صہ ۵۳ " پس اگر آنحضرت صلعم اونکو اپنی زوجیت میں داخل نہ
کیا ہوتا اور یہ کسی کافر یا کسی دوسرے مسلمان ہی کے گھر گئی ہوتیں اور رسالتمآب کے بعد حضرت
ابوبکر کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے علی کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوتیں تو آج خلفاء راشدین
میں ایک عورت کا اضافہ ہوا ہوتا۔

(بھی)
۵ پانچویں غرض اس قرابت میں یہ تھی کہ پیغمبر اسلام کی رسالت میں شک رکھنے والے لوگ بھی

طالب سلطنت و حکومت سمجھنے والے اونکے گھر میں داخل ہوکر اور تا عمر ساتھ رہکر
اونکی رسالت و صداقت پر ایمان لائیں اور دنیا والوں کیلیے باعث اطمینان قلب ہو اور
منجملہ بہت سی دلیلوں کے یہ بھی ایک دلیل رسالت قرار پائے جیسا کہ ڈیون پورٹ نے
لکھا ہے کہ سب سے بڑی تصدیق آنحضرت صلعم کی صدق نیت اور حقانیت مذہب کی یہ ہے
کہ سب سے زیادہ راسخ الاعتقاد اور کامل الایمان حضرت کے گھر کے لوگ اور وہ لوگ تھے
جو حضرت سے بہت گہرا تعلق رکھتے تھے اور حضرت کے تمام حالات سے بخوبی واقف
تھے اگر حضرت کی صداقت میں ذرا بھی کسی بات کا شک یا وہم پاتے تو ہرگز
ایسے راسخ الاعتقاد نہوتے یہ لوگ اگر ذراسی علامت بھی دنیا داری یا مکاری
وریا و عدم ایمان کی اپنے پیغمبر میں پاتے تو آنحضرت کو جو امیدیں تھیں وہ سب خاک
میں ملجاتیں " اور گبن نے بھی یہی الفاظ حضرت کے متعلق لکھے ہیں پھر لکھتے ہیں
کہ مثلا مسیح ہی کو دیکھو کہ آپ کے ماں جائے بھائی آپ پر ایمان نہ لائے اور ایک
دفعہ تو یہ نوبت پہونچی کہ آپکو مسلوب الحواس سمجھ کر گرفتار کر لینے پر امادہ ہوئے
اور حواری بھی اعتقاد میں ایسے ہی کچے تھے کہ خوف و خطر کی آہٹ پاتے ہی
آپکو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے جیسا کہ انجیل یوحنا کے باب ہفتم آیت ۱۰ اور انجیل
مرقس کے باب سوم آیت ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے " اعجاز التنزیل صفحہ ۱۴۲
ان اقوال کے نقل کرنیکے بعد اب یہ عرض کرتا ہے کہ حضرات خلفاء ثلثہ کا ایمان جس
حیثیت کا تھا اوسکا مختصر بیان اوپر گذر چکا جسکو پیش نظر رکھنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا
ہے کہ انلوگوں سے قرابت پیدا کرنیکا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ یہ لوگ شب و روز

[illegible] حضرت کی [illegible] کامل اور [illegible] اور وفادار پیرو تھے

رسول کی صحبت مین رہکر اونکے خلوت وجلوت کے حرکات وسکنات کا مشاہدہ

کرکے اونکی صداقت کا یقین کرین اور اللوگونکا باہین حالات روز وشب ساتھ رہکر

بھی تکذیب رسول سے عاجز رہنا حضرت کے صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے

۲ آنحضرت مختلف قبائل مین شادیان کرکے اپنے حمایتی گروہ کو بڑھانا چاہتے تھے

اور یہ دشمنون کی تعداد کم کرنیکا بہت قوی ذریعہ تھا نیز انیکہ آنحضرت کا یہ بڑے بڑے قبائل کو

اپنے حلقہ قرابت مین لیکر اونہین اپنی صداقت کے امتحان کا موقع دینا چاہتے تھے جسمین

سب سے بڑا اور باعزت قبیلہ قریش کا تھا اور تمام قبائل عرب قریش کے اسلام قبول

کرنیکے منتظر تھے اور ادھر قریش نے اسلام قبول کیا اودھر تمام عرب کے وفود

آنے لگے اور مشرف باسلام ہونے لگے (تاریخ اسلام ذاکر حسین صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۹) اور اسمین بھی

شک نہین کہ سب سے زیادہ حضرت کا مخالف اور متعصب قبیلہ قریش ہی کا تھا

اسلئے حضرت نے قریش کے تعصب مٹانیکی ہر ممکن کوشش کی اور اوسکے مختلف

خاندانون مین شادیان کرکے اونکی ہمدردی حاصل کی جو حضرت کی کامیابی کا بڑا

سبب ہوا چنانچہ شجرہ نسب قریش کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

قریش کا کوئی مشہور قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے

حضرت نے قرابت نہ قائم کی ہو

حضرت خلیفہ اول قریش کے قبیلہ تیم سے تھے اور خلیفہ دوم قبیلہ عدی سے اور خلیفہ

سوم بنی امیہ سے اور جناب خدیجہ اور ام سلمہ اور ام حبیبہ بھی قریش ہی کے معزز

خاندانون سے تھیں افسوس ہے کہ چند در چند مجبوریوں کی وجہ سے اس رسالہ مین

مجھے بہت زیادہ اختصار کرنا پڑا لیکن مجھے امید ہے کہ ارباب انصاف اور حق طلب

ناظرین کیلئے اتنی ہی ...

... فقط خادم قوم والسلام علی من اتبع الھدیٰ)

سید علی الرضوی

مدیر

ادارہ انوار القرآن

باقر گنج سیوان بہار

۱۶ جولائی سنہ ۱۹۶۲ء